# نحنُ انصاراللہ

مجلس انصاراللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

(جلسہ مصلح موعود ۱۹۴۴ بمقام ہوشیارپور ، ہندوستان)


فروری ۲۰۲۴ء ، شوال ۱۴۴۵ ، تبلیغ ۱۴۰۳

www.nahnuansarullah.ca

# پیشگوئی بابت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ و عزّ اِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ

” مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انھیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا، وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمھارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے، اُس کو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے، اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا، وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَ الْآخر، مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 95-96)

www.nahnuansarullah.ca

بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online)


رابطہ : editor@ansar.ca / ishaat@ansar.ca / Tel: 905-417-1800

﷽

# فہرست مضامین
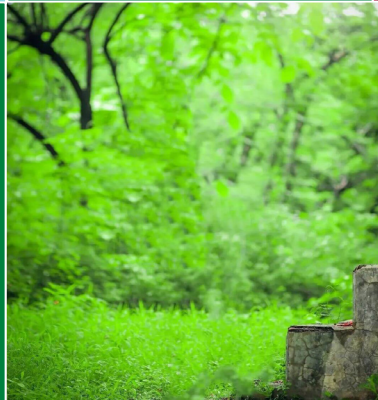
# قرآن مجید

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿﴾ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿﴾

(سورۃ الجمعۃ: آیت ۲ تا ۵)

ترجمہ: اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدّوس ہے۔ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

تفسیر: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں میں فرماتے ہیں:

حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس آیت کی تفسیر کے وقت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا پر یعنی آسمان پر اٹھ بھی گیا ہوگا تب بھی ایک آدمی فارسی الاصل اس کو واپس لائے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ایک شخص آخری زمانہ میں فارسی الاصل پیدا ہوگا اس زمانہ میں جس کی نسبت لکھا گیا ہے قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 304)

# حدیثِ نبوی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللّٰہ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْأَرْضِ، فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ ...

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن باب نُزُول عیسیٰ علیہ السلام الفصل الثالث)

حضرت عبداللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے اور وہ شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔

اس حدیث کی تشریح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر دے چکے ہیں کہ جب مسیح موعود آئے گا تو وہ شادی کرے گا اور اُس کے ہاں اولاد بھی ہوگی۔ اس میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس (مسیح موعود) کو ایک ایسا صالح بیٹا دے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا اور اپنے باپ کے خلاف نہیں کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا۔ اور اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو جب بھی ذریت یا نسل کی بشارت دیتا ہے تو صرف تبھی دیتا ہے جب اُس خدا نے نیک اولاد دینا مقدر کرلیا ہوتا ہے۔ اور یہ (موعود بیٹے کی) بشارت وہ ہے جس کی خوشخبری مجھے کئی سال پہلے دے دی گئی تھی اور اپنے دعویٰ (مسیح و مہدی) سے بھی پہلے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 578حاشیہ)

# کلام الامام
# امام الکلام

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہماری کوششیں تو بچوں کا کھیل ہے، نہ لوگوں کے دلوں سے ہم وہ گند نکال سکتے ہیں جو آج کل دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے نہ کمال محبت الٰہی کا اُن کے اندر بھر سکتے ہیں، نہ اُن کے درمیان باہمی کمالِ الفت پیدا کر سکتے ہیں جس سے وہ سب مثل ایک وجود کے ہو جائیں، یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے چنانچہ قرآنِ شریف میں صحابہؓ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نبی کریم ﷺ کو مخاطب کیا ہے هُوَ الَّذِيٓ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۞ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿الانفال:۶۳، ۶۴﴾ وہ خدا جس نے اپنی نصرت سے اور مومنوں سے تیری تائید کی اور ان کے دلوں میں ایسی الفت ڈالی کہ اگر تو ساری زمین کے ذخیرے خرچ کرتا تو بھی ایسی الفت پیدا نہ کرسکتا لیکن خدا نے اُن میں یہ الفت پیدا کر دی۔ وہ غالب اور حکمتوں والا خدا ہے۔ جس خدا نے پہلے یہ کام کیا وہ اب بھی کرسکتا ہے، آئندہ بھی اسی پر توکّل ہے جو کام ہونے والا ہوتا ہے اس میں خدا کے فضل کی رُوح پھونکی جاتی ہے جیسا کہ باغبان اپنے باغ کی آبپاشی کرتا ہے تو وہ تر و تازہ ہوتا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ اپنے مرسلین کے سلسلہ کو ترقی اور تازگی عطا فرماتا ہے۔ جو فرقے صرف اپنی تدبیر سے بنتے ہیں ان کے درمیان چند روز میں ہی تفرقے پیدا ہو جاتے ہیں جیسا کہ برہمو تھوڑے دن تک ترقی کرتے کرتے آخر رُک گئے اور دن بدن نابود ہوتے جاتے ہیں کیونکہ ان کی بنا صرف انسانی خیال پر ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۳۲، ۳۳۳)

# اقتباس

## حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہر سال ہم 20رفروری کو پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جلسے بھی کرتے ہیں اور اس دن کو یاد بھی رکھتے ہیں۔ ایک بیٹے کی پیدائش کی یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دشمنوں کے اسلام پر اعتراضات کے جواب میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر کی تھی کہ دشمنان اسلام کہتے ہیں کہ اسلام کوئی نشان نہیں دکھاتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر کہتا ہوں کہ ایک بڑا نشان اسلام کی صداقت کا جو میرے ذریعہ سے پورا ہوگا وہ میرے ایک بیٹے کی پیدائش ہے جو لمبی عمر پائے گا۔ اسلام کی خدمت کرے گا۔ اور بتایا کہ یہ یہ خصوصیات اس میں ہوں گی اور تقریباً باون، ترپن خصوصیات بیان فرمائیں اور یہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں تھی۔ ایک معین عرصہ بھی بتایا اور بہرحال اس معینہ عرصہ میں وہ بیٹا پیدا ہوا اور اس نے لمبی عمر بھی پائی اور اسے اسلام کی غیر معمولی خدمت کی توفیق بھی ملی۔ ہر سال اس پیشگوئی کے حوالے سے مختلف پہلوؤں پر جماعتی جلسوں میں روشنی ڈالی جاتی ہے......

پس یہ پیشگوئی تو پوری ہوئی۔ آپؓ نے اپنا دَور بھی گزارا لیکن پیشگوئی کے جو الفاظ ہیں یہ اس وقت تک قائم ہیں اور یہ ان شاء اللہ اس وقت تک قائم رہیں گے اور یہ چلتی چلی جائے گی جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن پورا نہ ہو جائے اور اسلام کا جھنڈا تمام دنیا میں نہ لہرانے لگ جائے۔ پس ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اس پیشگوئی پر ہمارے جلسے اور اس کو یاد رکھنا تبھی فائدہ مند ہے جب ہم اس مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور وقار کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور دنیا پر اسلام کی سچائی ظاہر کر کے سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لے کر آنا ہے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کے سوا اَور کوئی نہیں جس کے ذریعہ سے اسلام کا جھنڈا دنیا میں دوبارہ لہرائے اور دنیا میں اسلام پھیلے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸رفروری ۲۰۲۲ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۱رمارچ ۲۰۲۲ء صفحہ ۵ تا ۹)

# خدمت دین کو اِک فضل الٰہی جانو

## حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا خدمت دین کرنے والوں پر اظہار خوشنودی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ”خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو“ کے الفاظ میں افراد جماعت کو دین کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ایک واضح اور پُر زور نصیحت فرمائی ہے۔ آپؓ خود بھی آغاز زندگی سے ہی خدمت دین کے جذبے سے سرشار تھے اور آپ کی ساری زندگی اس جذبے کو عملی رنگ میں ڈھالتے ہوئے گزری۔ جہاں حضورؓ خود خدمت دین کی بجا آوری میں کوشاں رہتے تھے وہاں آپؓ کی نظر ان لوگوں کو بھی نہایت پیار، محبت اور قدر سے دیکھتی تھی جو محض للہ اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو خدمت دین میں قربان کرتے۔ بلکہ ایمان کی لذت کے حصول کی شرائط میں ایک شرط آپؓ نے یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ السابقون اور خدام دین کی محبت دل میں پیدا کی جائے، اسی نکتے کو حضور رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور نعت ”محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے“ میں یوں بیان فرمایا ہے:

بزرگوں کو ادب سے یاد کرنا
یہی اکسیر ہے اور کیمیا ہے

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ
(وفات: 13/ جنوری 1957ء)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ (وفات 13/ جنوری 1957ء) ابتدائی صحابہ میں سے ہیں اور ابتداء سے ہی نہایت قابل رشک خدمات بجا لانے کی توفیق پائی، 1920ء میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر تبلیغ اسلام کے لیے امریکہ تشریف لے گئے، 1923ء میں حضور رضی اللہ عنہ نے حضرت مولوی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ (بیعت: 1901ء -وفات: مارچ 1983ء) کو حضرت مفتی صاحبؓ کی جگہ امریکہ بھیجا، روانگی کے وقت جو نصائح تحریر فرمائیں ان میں لکھا: ”..... آپ وہاں جا رہے ہیں جہاں خدا کے رسول کا ایک پرانا خادم کام کر رہا ہے جس نے اُس وقت اس کا ساتھ دیا جس وقت آپ کے دل میں اس کی کوئی قدر نہ تھی، مَیں اُسے اس لیے جلد بلوانا چاہتا ہوں کہ ایک ایک کر کے وہ پرانی صورتیں میرے سامنے سے ہٹ گئی ہیں یا ہٹا دی گئی ہیں، کچھ باقی ہیں مگر میری پیاس بجھانے کے لیے وہ کافی نہیں،

مَیں تو انہیں شکلوں کو دیکھ کر جینا چاہتا ہوں جنہوں نے مسیح موعود علیہ السلام کے چہرہ میں اس وقت راست بازی کے آثار پائے جب دنیا اس کے چہرے کو جھوٹوں کا چہرہ قرار دیتی تھی۔ لوگ میری طرف دیکھتے ہیں حالانکہ میں تو اصلاح کے مقام پر کھڑا ہوں اور کون ہے جو مجھ سا دل رکھتا ہے، پہلے میرے جیسا بے کینہ دل لائے پھر میری طرح دوسروں کے نقص پر گرفت کرے، پہلے میرے مقام پر کھڑا ہو پھر کسی کے عیب کو پکڑے۔ میں تو کچھ کرتا ہوں محبت سے کرتا ہو، میرا غضب بھی محبت ہے اور میری ناراضگی بھی محبت ہے اور میری خفگی بھی محبت ہے کیونکہ میں رحمت میں پلا اور رحمت میں پرورش پائی اور رحمت مجھ میں ہوگئی اور میں رحمت میں ہوگیا۔"

(الفضل 25/ جنوری 1923ء صفحہ 5,6)

1920ء کی دہائی میں علاقہ ملکانہ میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کو شدھی کرنے کی تحریک نے زور پکڑا یعنی انہیں دوبارہ ہندو بنانے کا پروگرام بنایا گیا، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے دینی غیرت وحمیت کے مطابق اس کام کی بندش کی خاطر فوراً اپنے مبلغین ان علاقوں میں بھجوائے جنھوں نے بڑے تنگ حالات میں تحریک شدھی کا مقابلہ کیا، اس میدان ارتداد میں خدمات سرانجام دینے والوں کے نام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خوشنودی نامہ میں تحریر فرمایا: "..... ایسی سخت قوم اور ایسے نامناسب حالات میں تبلیغ کرنا کوئی آسان کام نہیں اور ان حالات میں جو کچھ آپ نے کیا ہے وہ اپنے نتائج کے لحاظ سے بہت بڑا ہے۔ آپ لوگوں کے کام کی دشمن بھی تعریف کر رہا ہے اور یہ جماعت کی ایک عظیم الشان فتح ہے اور میری خوشی اور مسرّت کا موجب۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس کام کو قبول فرمائے۔ مَیں آپ لوگوں کے لیے دعا کرتا رہا ہوں اور ان شاء اللہ دعا کرتا رہوں گا۔"

(الفضل 10/ جولائی 1923ء صفحہ 2 کالم 3)

حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ عنہ
(وفات: 19/ جون 1994ء)

خدمت دین کرنے والوں کی قدر دانی کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ میدان ارتداد میں کام کرنے والے ایک مبلغ حضرت مولوی محمد حسین صاحب سبز پگڑی والے رضی اللہ عنہ (وفات: 19/ جون 1994ء) جبکہ ابھی وہیں تھے کہ ان کی والدہ محترمہ پیچھے قادیان میں وفات پاگئیں، حضورؓ نے حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ کو نماز جنازہ پڑھانے کا ارشاد فرمایا، بعد ازاں حضورؓ کے دریافت فرمانے پر کہ فوت ہونے والی خاتون کون تھیں؟ جب حضورؓ کو معلوم ہوا کہ یہ مولوی محمد حسین صاحبؓ جو یوپی میں تبلیغ کے لیے گئے ہوئے ہیں، کی والدہ تھیں تو حضورؓ نے فرمایا کہ اچھا وہ تو یہاں نہیں ہیں، میں خود ان کا جنازہ پڑھاؤں گا چنانچہ جنازہ ہونے کو ہی تھا کہ حضورؓ تشریف لے آئے اور جنازہ پڑھایا اور چند قدم کندھا بھی دیا۔ (میری یادیں حصہ اول صفحہ 230۔ از حضرت مولانا محمد حسین صاحبؓ سبز پگڑی والے) اس کے علاوہ ساری دنیا میں تبلیغ کے جہاد اکبر کے لیے جانے والے مبلغین کو حضورؓ از راہ شفقت خود سٹیشن تک الوداع کرنے آتے اور آنے والے مبلغین کا استقبال بھی خود کرتے، تاریخ احمدیت میں اس کی کئی مثالیں رقم ہیں مثلاً حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب رضی اللہ عنہ کی لندن سے مراجعت پر استقبال کے لیے پیدل قادیان سے باہر تک تشریف لے گئے۔ (الفضل 26 اکتوبر 1928ء صفحہ 1)

1918ء میں مبلغین احمدیت کا ایک وفد عیسائیوں سے مباحثہ کے لیے بمبئی گیا، وفد کے قادیان سے رخصت ہوتے وقت باوجود اس کے کہ بارش ہو رہی تھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ از راہ شفقت خود انھیں باہر تک چھوڑنے آئے۔

(الحکم 14 اپریل 1918ء صفحہ 8)

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب رضی اللہ عنہ
(وفات: 7/ دسمبر 1955ء)

فروری 1933ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب رضی اللہ عنہ (وفات: 7/ دسمبر 1955ء) تبلیغ اسلام کے لیے دوبارہ انگلستان روانہ ہوئے، آپ کا یہ سفر بمبئی سے ہونا تھا چنانچہ ابھی آپ بمبئی میں ہی تھے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک تار حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحبؓ کو موصول ہوا کہ مبلغ انگلستان (حضرت دردؔ صاحبؓ) سے حلف لیا جائے کہ وہ کسی بنی نوع انسان کے متعلق ill feelings (بیمار سوچ) کو اپنے دل میں جگہ نہ دے گا۔ علاوہ ازیں پانچ پھولوں کے ہار ان کے گلے میں ڈالے جائیں۔

(الفضل 9/ فروری 1933ء صفحہ 2)

حضرت مولانا فرزند علی خان صاحبؓ
(وفات: 9/جون 1959ء)

حضرت مولانا فرزند علی خان صاحب (وفات: 9/جون 1959ء) امام مسجد فضل لندن اپریل 1933ء میں انگلستان میں تبلیغ اسلام کے پانچ سال بعد قادیان تشریف لائے، حضورؓ ناسازیٔ طبع کے باوجود استقبال کے لیے تشریف لائے۔ آگے ”یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے“ کے مصداق نظارے کے متعلق اخبار الفضل لکھتا ہے: ”مصافحوں کے بعد خان صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ موٹر میں سوار ہو کر قصبہ میں تشریف لائے اور مسجد مبارک میں نفل ادا کیے۔ جب خان صاحب مسجد مبارک میں پہنچے تو شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کسی سے وضو کے لیے پانی لانے کو کہا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنفسِ نفیس اندر سے جا کر پانی کا لوٹا بھر لائے۔“

## حضرت ماسٹر محمد آسان دہلوی رضی اللہ عنہ

حضرت ماسٹر محمد آسان صاحب رضی اللہ عنہ (ولادت: 1889ء- وفات: 25/اگست 1955ء۔ مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) ولد حضرت سید محمود الحسن خان صاحب دہلوی رضی اللہ عنہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وقف کی تحریک پر لبیک کہا اور اپنے چار تعلیم یافتہ بیٹے خدمت دین کے لیے وقف کر دیے، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 23 ستمبر 1955ء میں آپ کی دین کے لیے اس قربانی کو سراہتے ہوئے فرمایا: ”مَیں نے جب وقف کی تحریک کی تو گو سینکڑوں مالدار ہماری جماعت میں موجود تھے مگر اُن کو یہ توفیق نہ ملی کہ وہ اپنی اولاد کو خدمتِ دین کے لیے وقف کریں لیکن ماسٹر محمد حسن صاحب نے اپنے چار لڑکے اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر دیے.... میں سمجھتا ہوں ماسٹر محمد حسن صاحب آسان نے بھی ایسا نمونہ دکھایا ہے جو قابلِ تعریف ہے۔ وہ ایک معمولی مدرس تھے اور غریب آدمی تھے، انھوں نے فاقے کر کر کے اپنی اولاد کو پڑھایا اور اسے گریجوایٹ کرایا اور پھر سات لڑکوں میں سے چار کو سلسلہ کے سپرد کر دیا، اب وہ چاروں خدمتِ دین کر رہے ہیں اور قریباً سارے ہی ایسے اخلاص سے خدمت کر رہے ہیں جو وقف کا حق ہوتا ہے۔ اگر یہ بچے وقف نہ ہوتے تو ساتوں مل کر شاید دس بیس سال تک اپنے باپ کا نام روشن رکھتے اور کہتے کہ ہمارے ابا جان بڑے اچھے آدمی تھے مگر جب میرا یہ خطبہ چھپے گا تو لاکھوں احمدی محمد حسن صاحب

حضرت ماسٹر محمد آسان دہلوی رضی اللہ عنہ
(وفات: 25/اگست 1955ء)

آسان کا نام لے کر ان کی تعریف کریں گے اور کہیں گے کہ دیکھو یہ کیسا باہمت احمدی تھا کہ اس نے غریب ہوتے ہوئے اپنے سات بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی اور پھر ان میں سے چار کو سلسلہ کے سپرد کر دیا۔“ (خطبات محمود جلد 36 صفحہ 158۔ فضل عمر فاؤنڈیشن)

قارئین کرام! حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا خدمت دین کرنے والوں کے لیے یہ احترام و اکرام ہمیں بھی دعوت دیتا ہے کہ ہم بھی اپنے آپ کو خدمت دین کے لیے پیش کریں اور جو بھی خدمت ہمارے سپرد کی جائے اسے قبول کرتے ہوئے حتی الوسع اس کو نبھانے کی کوشش کریں اور کبھی بھی جماعت کے کاموں کی بجا آوری میں عذر اور بہانے نہ ڈھونڈیں اور نہ ہی اس کے بدلے میں کسی انعام یا معاوضہ کی خواہش کریں کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ

”خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو۔“

---

**حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:**

**”اس سے بڑی مصیبت اور کوئی نہیں کہ ایک شخص کی محنت آبیاری کی کمی کے سبب سے برباد ہو جائے۔“**

**(الفضل ۱۰/جولائی ۱۹۲۳ء صفحہ ۲)**

# احمدیہ ٹورنامنٹ کے جلسہ تقسیم انعامات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا خطاب

(قیادت ذہانت وصحت جسمانی مجلس انصار اللہ کینیڈا)

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مورخہ ۲۹ر نومبر ۱۹۲۵ء کو قادیان میں احمدیہ ٹورنامنٹ کے جلسہ تقسیم انعامات میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

ٹورنامنٹ کی غرض یہی ہے کہ ہماری جماعت میں جسمانی صحت اور جسمانی طاقتوں کو ترقی دینے کا خیال پیدا ہو اور روحانی ترقیات کے لیے جسمانی صحت کا خیال نہایت ضروری ہے۔ مجھے شروع ایام خلافت میں زیادہ کام کی وجہ سے ہر قسم کی ورزش ترک کر دینی پڑی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک دوست دوسرے پر اعتراض کر رہے ہیں کہ وہ ورزش میں وقت ضائع کرتا ہے۔ میں نے اعتراض کرنے والے کو سمجھانا شروع کیا، اس وقت میرا آخری فقرہ یہ تھا کہ بعض حالتیں ایسی آتی ہیں کہ جب جسمانی ورزش نہ کرنا گناہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب میری آنکھ کھلی تو میں نے سمجھا یہ تو اپنے آپ کو ہی میں نصیحت کر رہا تھا، اس کے بعد میں نے ورزش شروع کر دی۔

ابھی چند دن ہوئے شاید دس بارہ دن ہوئے ہوں گے، میں نے ایک عجیب رؤیا دیکھی۔ میں خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ جامع مسجد بہت وسیع ہے، اتنی وسیع تو نہیں کہ جہاں تک نظر جاتی ہے مگر بہت وسیع ہے۔ دور تک پھیلی ہوئی ہے، نمازی بھی بہت کثیر ہیں جن کو میں نے تین نصیحتیں کی ہیں۔ پہلی تو میں بھول گیا ہوں۔ دوسری یہ کی ہے کہ جماعت کے لوگوں کو چاہیے مرکزی کاموں میں زیادہ دلچسپی لیں اور تیسری یہ کہ ہمارے لیے ضروری ہے کہ اپنی آئندہ نسلوں کی صحت کا خیال رکھیں۔ یہ نصیحت کرتے ہوئے میں نے یہ الفاظ کہے ہیں کہ ہماری آئندہ نسلوں کے لیے ہماری نسبت ہزار گنا زیادہ کام درپیش ہے جس کے اٹھانے کے لیے ان کے کندھے اتنے ہی زیادہ چوڑے ہونے چاہییں۔

یہ خواب ایک بہت بڑی بشارت بھی اپنے اندر رکھتی ہے اور وہ یہ کہ جب ہماری اگلی پود کام کرنے کے قابل ہو گی تو اُس وقت جماعت لاکھوں سے بڑھ کر کروڑوں تک پہنچ جائے گی مگر اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہمیں جسمانی صحت کا بھی خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔ پس صحت کی درستی اور حفظان صحت کا خیال روحانیت کے حصول میں سے ایک حصہ ہے، اگر مستقل طور پر اس کو کام اور اپنا مشغلہ نہ بنا لیا جائے تو روحانی ترقی میں اس سے بہت بڑی مدد ملتی ہے۔ پس یہ ہماری جماعت کے لیے نہایت ضروری ہے.....

اس کے بعد میں انعام لینے والے بچوں کے لیے یہ تجویز کرتا ہوں کہ جو انعام لینے آئے وہ

> پس صحت کی درستی اور حفظانِ صحت کا خیال روحانیت کے حصول میں سے ایک حصہ ہے، اگر مستقل طور پر اس کو کام اور اپنا مشغلہ نہ بنالیا جائے تو روحانی ترقی میں اس سے بہت مدد ملتی ہے۔

پاس آ کر السلام علیکم کہے اور مصافحہ کرے، اس کے بعد انعام دیا جائے گا۔ ہمارا ہر طریق اسلامی رنگ اور اسلامی شان کا ہونا چاہیے، مصافحہ کرنے پر جتنا زور اسلام نے دیا ہے اتنا کسی اور مذہب نے نہیں دیا۔ رسول کریم ﷺ کے اعمال اور طریق ہمارے لیے سنت ہے، صحابہ میں دستور تھا کہ خوشی کے موقعہ پر رسول کریم ﷺ سے مصافحہ کرتے اور آپس میں ایک دوسرے سے بھی ایسے موقعوں پر مصافحہ کرتے۔ انعام لینے کا موقعہ بھی چونکہ خوشی کا موقعہ ہے اس لیے جس کے ہاتھ سے انعام لیا جائے اس سے مصافحہ کرنا چاہیے۔ دوسری قوموں میں بھی یہ دستور ہے کہ جب انعام یا ڈگریاں یا خطاب یا تمغے دیے جاتے ہیں تو ساتھ مصافحہ بھی کرتے ہیں۔ پس جو لڑکا انعام لینے کے لیے آئے، السلام علیکم کہے اور مصافحہ کرے پھر انعام لینے کے بعد جزاء کم اللہ کہنا چاہیے یعنی انعام دینے والوں کے لیے دعا کرنی چاہیے اور انعام دینے والے کو بارک اللہ کہنا چاہیے۔ میں یہ کہوں گا، حاضرین بھی یہی کہیں..... انعام لینے والے جزاء کم اللہ نرم آواز سے کہتے ہیں اس کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے..... اس قدر حاضرین کی طرف سے بارک اللہ کی آواز بہت مدھم آتی رہی ہے اس لیے میں تجویز کرتا ہوں کہ ٹورنامنٹ کی مینیجنگ کمیٹی آئندہ ہال کے دروازوں پر آدمی کھڑے کر دے جو آنے والوں سے یہ اقرار کرا کر اندر گھسنے دے میں بارک اللہ کہوں گا۔

(الفضل ۱۵/ دسمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۵)

# Parry Sound
# میں قرآن کریم کی نمائش

(نعمان احمد۔ زعیم مجلس احمدیہ ابوڈ آف پیس)

الحمد للہ مجلس انصار اللہ احمدیہ ابوڈ آف پیس کو مورخہ 9/دسمبر 2023ء بروز ہفتہ صوبہ اونٹاریو کے شہر پیری ساؤنڈ (Parry Sound) میں قرآن کریم کی نمائش لگانے کی توفیق ملی۔ یہ شہر احمدیہ ابوڈ آف پیس سے 209 کلومیٹر کے فاصلہ پر ٹورنٹو شہر کے شمال میں واقع ہے۔ یہ نمائش Parry Sound Public Library میں منعقد کی گئی تھی۔ ماہ اکتوبر میں لائبریری سے بذریعہ فون رابطہ کرکے لائبریری میں واقع آڈیٹوریم کی بکنگ کرائی گئی اور اس دوران نمائش کو کامیاب بنانے کے لیے منصوبہ بندی کی گئی۔ نمائش سے ایک ہفتہ قبل اس کی آگاہی کے لیے پیری ساؤنڈ میں فلائرز کی تقسیم کا پروگرام بنایا گیا جس میں چار انصار اور تین خدام شامل ہوئے اور وہاں جاکر مقامی میئر سے ملاقات کی گئی اور جماعت احمدیہ کا تعارف اور نمائش کے متعلق بتایا اور انہیں اس نمائش میں شمولیت کی دعوت دی گئی، اس کے علاوہ مقامی گھروں میں جاکر فلائرز تقسیم کیے گئے۔ نمائش سے ایک روز قبل انصار ممبران نے نمائش کا سارا سامان مرکز سے وصول کرکے گاڑی میں رکھا اور مورخہ 9/دسمبر بروز ہفتہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد دعا کے ساتھ ہمارا قافلہ احمدیہ ابوڈ آف پیس سے روانہ ہوا جس میں چھ انصار اور پانچ خدام شامل تھے۔ لائبریری پہنچ کر ضروری کاروائی کے بعد آڈیٹوریم میں قرآن کریم میں کی نمائش لگائی گئی جس کے اطراف میں قرآنی پیشگوئیوں اور اسلام احمدیت کے تعارف پر مبنی مختلف بینرز آویزاں کیے گئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ مقامی افراد اس نمائش کو دیکھنے کے لیے آئے اور دلچسپی سے اسلام اور قرآن کے متعلق سوالات کرتے رہے، محترم مبشر احمد بدر صاحب مربی سلسلہ ان سوالات کے جوابات دیتے رہے۔ پیری ساؤنڈ کے میئر جناب Mayor Jamie McGarvey بھی تشریف لائے اور قرآن کریم کے تراجم کو بغور دیکھتے ہوئے ساتھ ساتھ سوالات اور گفتگو کرتے رہے اور نمائش کے دیکھنے کے بعد ہماری دعوت پر وہیں تشریف فرما ہوگئے اور اسلام احمدیت کے متعلق گفتگو کرتے رہے، انہوں نے ہمارے ساتھ ایک گھنٹہ سے زائد کا وقت گذارا اور آئندہ بھی ایسے پروگرام منعقد کرنے کی دعوت دی۔ ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور مسیح ہندوستان میں کتاب سمیت مختلف کتب اور پمفلٹس کا تحفہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ ایک مقامی چرچ کی رکن بھی نمائش کو دیکھنے کے لیے آئیں اور مسیح کی آمد ثانی کے متعلق جماعت احمدیہ کے عقیدے کو حیرت اور دلچسپی سے سنتے ہوئے اپنے سوالات کے جوابات پاتی رہیں اور جاتے ہوئے اپنے چرچ میں آنے کی دعوت دے کر گئیں، ان کو بھی مختلف کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔ نمائش میں آنے والے ایک صاحب Mr. John تھے، انہوں نے بھی بڑی تفصیل سے بینرز کا مطالعہ کیا اور خاص طور پر قرآنی پیشگوئیوں اور اُن کے ظہور کو پڑھتے رہے اور ان کے پورا ہونے پر اعترافی رنگ میں سر ہلاتے رہے بعد ازاں چائے کی میز پر مربی صاحب کے ساتھ طویل گفتگو کرتے رہے۔ اسی طرح دیگر مہمانان نے بھی اس نمائش کو وزٹ کیا۔ ہماری ایک ٹیم نے پر لائبریری کے سٹاف کو بھی جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا اور انہیں لائبریری کے لیے قرآن کریم اور دیگر کتب بطور عطیہ پیش کرنے کی خواہش کی جو انہوں نے قبول کی اور شکریہ ادا کیا۔ اس نمائش کے دوران خدام کی ایک ٹیم ایک شاپنگ پلازہ کے باہر فلائرز تقسیم کرتی رہی فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ نمائش

مجلس انصار اللہ احمدیہ ابوڈ آف پیس نے صوبہ اونٹاریو کے شہر پیری ساؤنڈ میں قرآن کریم کی نمائش کا اہتمام کیا

کے دوران چائے، کافی اور ریفریشمنٹ کا بھی خاطر خواہ انتظام کیا گیا تھا جس سے آنے والے مہمان لطف اندوز ہوتے رہے۔ لائبریری کے بند ہونے تک یہ نمائش جاری رہی اور دو گھنٹے سے زائد کا راستہ طے کر کے ہمارا قافلہ بخیر و عافیت شام سات بجے واپس احمدیہ ابوڈ آف پیس پہنچا، فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

Parry Sound گو کہ ایک چھوٹا سا شہر ہے لیکن ایک ایسے علاقے میں ہے جہاں قریب مسلمان نہیں اور اکثریت مسیحیوں کی ہے، ایسے علاقہ میں یہ تبلیغی پروگرام ایک خوشکن تجربہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کے اچھے نتائج پیدا کرے اور آئندہ بھی تبلیغ اسلام احمدیت کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

---

# نحن انصار اللہ

کیا ہم انصار ہیں کیونکہ ہماری عمریں چالیس سے تجاوز کر چکی ہیں۔

کیا ہم انصار ہیں کیونکہ ہمارا نام حضرت مصلح موعود نے انصار رکھا ہے۔

کیا ہم انصار ہیں کیونکہ جماعتی نظم کا یہ ہی تقاضا ہے۔

کیا ہم انصار ہیں کیونکہ مسیح و مہدی معہود پہ ایمان لائے ہیں۔

صحیح یہ سب صحیح واللہ صحیح ہے۔ مگر انصار ہونے کے یہ سب سطحی تقاضے ہیں۔

حقیقت تو کہیں بہتر کہیں برتر بہت اعلیٰ بہت ہی محترم ہے۔ بہت ہی خوبصورت ہے۔

حقیقت یہ ہم انصار ہیں کیونکہ خدا نے اپنے دست خاص سے ہم کو خود اپنی فرمانبرداری کی خاطر چن لیا ہے۔

حقیقت یہ ہے ہم انصار ہیں کیونکہ نظام سلسلہ کی ہے مقدر اب بقا ہم سے۔

حقیقت یہ ہے ہم انصار ہیں کیونکہ ہمیں سجدہ گہوں کو اپنے اشکوں سے بھگونا ہے۔ ہمیں راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا کو یاد کرنا ہے اسی کے آگے رونا ہے۔

حقیقت یہ ہے ہم انصار ہیں کیونکہ نئی نسلوں کی تربیت ہمارا فرض اول ہے۔ ہمیں اب عہد کرنا ہے۔ ہمیں پیچھے نہیں ہٹنا۔ ہمیں اب لمحہ لمحہ آگے سے آگے ہی بڑھنا ہے۔

حقیقت یہ ہے ہم انصار ہیں کیونکہ ہمیں بیعت کی سب شرطوں کو خود پہ لاگو کرنا ہے۔ ہمیں چولہ پہننا ہے اسی دین محمد کا۔ ثریا سے جسے مہدی ہمارے پاس لائے ہیں۔ ہمیں قرآن کی ایمان کی تفسیر بننا ہے۔ ہمیں ہی تو جہان نو کی اب تقدیر بننا ہے۔

حقیقت یہ ہے ہم انصار ہیں کیونکہ ہمیں دیں کی اشاعت کا جو اسر پہ اٹھانا ہے۔ ہمیں اس راہ میں اپنی وفا کو آزمانا ہے۔ ہمیں ایمانداری سے ہر اک رشتے سے بڑھ کر اپنا رشتہ خود خدا سے اور خدا کے دین سے مضبوط کرنا ہے۔ اسی کی راہ میں جینا ہے۔ اسی کی راہ میں مرنا ہے۔

حقیقت یہ ہے ہم انصار ہیں ہم کو خلافت سے محبت کا اطاعت کا نمونہ اب دکھانا ہے۔ ہمارا کام اب سب کو محبت سے دلائل سے خدائے پاک کے دامن میں لانا ہے۔ فقط باتیں نہیں کرنا ہمیں کر کے دکھانا ہے۔ ہمیں اپنے گھروں کو اک نیا گھر اب بنانا ہے۔ وہ گھر جن میں عبادت کی دعاوں کی لگن ہو گی۔ وہ گھر جن میں محبت اور چاہت کی اگن ہو گی جو گھر حسن عمل سے دنیا میں رشک ارم ہونگے۔ اگر ہم ایسے ہی ہیں اور یقیناً ایسے ہی ہونگے تو فلک والوں کی جانب سے ہمیں سب کو پچھتر سال پورے ہونے پر مبارک ہو۔

(شاہد تسنیم باجوہ برامپٹن کینیڈا)

# رپورٹ مشاعرہ
## زیر اہتمام مجلس انصار اللہ ریجائنا
(داؤد اسماعیل۔ناظم علاقہ انصار اللہ ویسٹرن کینیڈا)

مجلس انصار سلطان القلم، ریجائنا (Regina) کے تحت مورخہ ۵ ر نومبر ۲۰۲۳ء کی سہ پہر ایک محفل شعر وسخن منعقد کی گئی، اس مشاعرے کا اہتمام مجلس انصار اللہ ریجائنا کے تحت کیا گیا تھا جس میں شعراء کرام کی ایک خاصی تعداد نے حصہ لیا۔محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ محفل بہت کامیاب رہی۔محفل ایم اے سی اسٹوڈیوز کے تعاون سے یوٹیوب چینل پر براہِ راست نشر کی گئی، جسے مختلف شہروں کے افراد نے براہ راست اپنی ڈیوائسس پر دیکھا۔ یہ لائیو پروگرام تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ سے زائد جاری رہا۔ اس محفل میں شرکت کے لئے، ایڈمنٹن، لائڈ منسٹر اور سسکاٹون سے بھی دوستوں نے شرکت کی تھی، اس پروگرام کی خاص بات مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب کی لندن سے براہ راست زوم میٹنگ کے ذریعے شمولیت بھی تھی۔ اس محفل کی نظامت کے فرائض مکرم فضل کمال صاحب زعیم مجلس انصار اللہ رجائنہ نے انجام دیئے۔تلاوت قرآن کریم اور اُس کا ترجمہ مکرم رضوان احمد صاحب نے پیش کیا، جس کے بعد مکرم فضل کمال صاحب نے محفل کی اغراض ومقاصد بیان کئے ،

جس کے بعد مکرم رضوان احمد صاحب نے اپنا کلام پیش کیا:

قلم چُپ ہے زُباں چُپ ہے
لُٹے دل میں فغاں چُپ ہے
بھڑکتی آگ سے دیکھو
نکلتا وہ دھواں چُپ ہے

---

ہم اسی سوچ میں ہیں کھوئے ہوئے
دن بہت ہو گئے ہیں روئے ہوئے
آج طعنے تو دے ہمیں دنیا
کل مقدر نہ ہونگے سوئے ہوئے
قتل کرنے کے بعد آیا ہے
آنکھ اشکوں میں وہ بھگوئے ہوئے

ان کے بعد مکرم محمد فیاض صاحب نے اپنا کلام پیش کیا:

مسیحا دیکھا، مسیحا نمائی دیکھی
پھر سے امت سجی سجائی دیکھی
نااہل انسانوں کے جھرمٹ دیکھے
بغیر امامت کے رسوائی دیکھی
خدایا میں جلد سحر مانگتا ہوں
کل رات کرب کی رونمائی دیکھی

مکرم فیاض صاحب کے بعد مکرم پروفیسر ایوب اقبال احمد صاحب نے اپنے کلام میں سے چند نمونے پیش کئے، جس میں پہلا کلام اُنہوں نے مسجد محمود ریجائنہ کے حوالے سے پیش کیا

کیوں نہ فخر کریں ساکنان ریجائنہ
خلیفہ مہدی دوراں یہاں پہ اترا ہے
یہ شہر لمحوں میں یک دم جگمگا اُٹھا
ایک نور کا دریا یہاں سے گذرا ہے

---

سُنا ہے اُن کے تکلم سے پھول کھلتے ہیں
یہ بات ہے تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے شہر سے جب دور چل دیا وہ شخص
اُداس آنکھ سے دیوار و در کو دیکھتے ہیں

آپ نے اپنے پنجابی منظوم کلام سے بھی کچھ پیش کیا۔پروفیسر ایوب اقبال صاحب کے بعد مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب نے براہ راست لندن سے اپنا مشہور کلام پیش کیا، لندن کے وقت کے لحاظ سے کافی دیر ہو چکی تھی اس لئے آپ نے صرف ایک ہی غزل پر اکتفا کیا اور اس کے بعد اجازت چاہی:

خزاں کی رت میں گلاب لہجہ بنا کے رکھنا کمال یہ ہے
ہوا کی زد پہ دیا جلانا جلا کے رکھنا کمال یہ ہے

خیال اپنا مزاج اپنا پسند اپنی کمال کیا ہے
جو یار چاہے وہ حال اپنا بنا کے رکھنا کمال یہ ہے

مکرم مبارک صدیقی صاحب کے بعد خاکسار داؤد اسمٰعیل کو دعوت کلام دی گئی، کچھ نظمیں خلافت سے اخلاص و محبت پر مبنی تھیں جو حاضرین کے سامنے پیش کیں، اُن کے چند اشعار یہاں پیش کئے جاتے ہیں:

عنائتیں تیری کمال تک پہنچی
گذارشیں جب دربار تک پہنچی
لاسکا نہ تیرے جلوے کی تاب
بات جب کوہ طور تک پہنچی
بچا کر صلیب سے اک راز کیا
دعائیں جب سرکار تک پہنچی
وفا کے سب حوالے پیچ ہوئے
بات جب یارِ غار تک پہنچی

---

فاصلے جو بڑھ گئے، رفاقتیں بدل گئیں
دشمنوں کی اب، عداوتیں بدل گئیں
قاضی شہر نے اک ہاتھ، کیا ملا لیا
شہر کی میرے، عدالتیں بدل گئیں
مفتی شہر کو وہ، خلعتیں جو مل گئیں
رات دن کی اب، عبادتیں بدل گئیں

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی آمد کی خواہش کو اس طرح سے بیان کیا:

خدا کرے کہ بہار آئے اور پھر تو آئے
پھر سے گلشن میں محفل رنگ و بو آئے
دیدار یار کو تڑپیں ہیں تیرے پروانے
وجود کی تیری روشنی اب کو بہ کو آئے
آتی ہے شب و روز یوں تو تصویر تیری
قامت تیری اُس میں کب ہو بہو آئے؟

اس کے بعد صدر مجلس مکرم ڈاکٹر حبیب الرحمان صاحب کو دعوت کلام دی گئی، موصوف صدر جماعت ریجائنا کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں، پیشے کے اعتبار سے ہارٹ اسپلیشلسٹ ہیں، سالک تخلص کرتے ہیں، اب تک اُن کے تین مجموعہ کلام، ”آدابِ عشق“، ”صدائے عشق“ اور ”دشت تشنگی“ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں جبکہ چوتھا مجموعہ زیر اشاعت ہے، آپ کے کلام کے چند نمونے ذیل میں پیش ہیں:

آج گنہگار ایک پتلا خطا کا
مانگ رہا ہے معافی بندہ خدا کا
میں تو سمجھتا رہا شباب کو دائم
آ کر چلا بھی گیا وہ جھونکا ہوا کا

---

اہل عشرت کو گلہ طعنہ اغیار کیوں
خوفِ رسوائی تھا تو شوقِ لب و رخسار کیوں
چاہتی ہے وہ تجلی اک نگاہِ پردہ سوز
تابِ جلوہ گر نہیں تو مانگیے دیدار کیوں
لذتِ نظارہ کی تسکین ہوتی ہو اگر
چھوڑ کر جاؤں کہیں پھر آستانہ یار کیوں

---

دیکھو چھلک رہا ہے پیمانہ چشم تر کا
سمجھے ہو اشک جس کو وہ درد ہے جگر کا
گر جانتا کسی کو تو پوچھتا کسی سے
رستہ ہوا فراموش جو مجھ سے اپنے گھر کا
پھر رت خزاں کی آئی برگش ہوئے عریاں
ناپید ہو گیا پھر سایہ میرے شجر کا
ویران ہو گئی ہے یہ بے ثبات دنیا
اب صرف رہ گیا ہے چرچہ ہی ہم سفر کا

آخر میں محترم ڈاکٹر صاحب نے برکینا فاسو کے شہدا کے لئے لکھی ہوئی نظم سنائی جو حاضرین کو بہت پسند آئی

گرے تھے کل جو لوگ رزم گاہِ پُر غبار میں
اٹھیں گے روزِ حشر وہ فرشتوں کے حصار میں
گُلوں کی سیج بن گئی وہ آگ اُن کے واسطے
گرے تھے خاک میں جو ہیں قبائے زرنگار میں
وہ جوشش جنون تھا کہ مستیءِ وصال تھی
کہ وقتِ جاں دہی سبھی تھے عالمِ خمار میں
وہ پیش جب کیے گئے خدا کی بارگاہ میں
کھڑے تھے پیشوائی کو ملائکہ قطار میں
تھا خاک کشتگان کا یقین اک پہاڑ سا
بہا کے خون نام جو لکھا گئے کبار میں
حواس باختہ ہوئے زمین و آسمان جب
ہوا بیاں وفا کا ذکرِ عشق کے دیار میں
لگے جو زخم دوستو وہ مندمل ہو جائیں گے
جو بیج بو گئے ہیں وہ پھلے گا اب بہار میں

اس محفل کے اختتام پر مکرم و محترم خلیل تنویر صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی، محفل کے بعد دوستوں کی خدمت میں پُر تکلف چائے پیش کی گئی۔

# وفات مسیح ناصری علیہ السلام

(قیادت تبلیغ مجلس انصار اللہ کینیڈا)

موسوعة تفاسير المعتزلة ②

تفسير

أبي مسلم محمد بن بحر الأصفهاني

المتوفى ٣٢٢ هـ

جمع وإعداد وتحقيق

الدكتور خضر محمد نبها

تقديم

الدكتور رضوان السيد

٨٦ سورة آل عمران

هؤلاء المؤمنين في اضطراب فزجوا الأيام معهم بالنفاق، فربما ضعف أمرهم واضمحل دينهم ويرجعوا إلى دينكم، وهذا قول أبي مسلم الأصفهاني[1].

(١٩) قوله تعالى: ﴿ وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ لَمَآ ءَاتَيْتُكُم مِّن كِتَٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِۦ وَلَتَنصُرُنَّهُۥ ۚ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِى ۖ قَالُوٓا۟ أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَٱشْهَدُوا۟ وَأَنَا۠ مَعَكُم مِّنَ ٱلشَّٰهِدِينَ ﴿٨١﴾ فَمَن تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ﴿٨٢﴾ ﴾

أ- ما ذكره أبو مسلم الأصفهاني فقال[2]: ظاهر الآية يدل على أن الذين أخذ الله الميثاق منهم يجب عليهم الإيمان بمحمد صلى الله عليه وسلم عند مبعثه، وكل الأنبياء عليهم الصلاة والسلام يكونون عند مبعث محمد صلى الله عليه وسلم من زمرة الأموات، والميت لا يكون مكلفا فلما كان الذين أخذ الميثاق عليهم يجب عليهم الإيمان بمحمد عليه السلام عند مبعثه ولا يمكن إيجاب الإيمان على الأنبياء عند مبعث محمد عليه السلام، علمنا أن الذين أخذ الميثاق عليهم ليسوا هم النبيين بل هم أمم النبيين قال: ومما يؤكد هذا أنه تعالى حكم على الذين أخذ عليهم الميثاق أنهم لو تولوا لكانوا فاسقين وهذا الوصف لا يليق بالأنبياء عليهم السلام وإنما يليق بالأمم[3]،

ب- وقوله ﴿ مِّن كِتَٰبٍ ﴾ ﴿ مِّن ﴾ هذه لتبيين لما نحو قولك: ما عندك من ورق وعين، وهذا خاتم من فضة. ويكون على هذا تقديره: إن الله تعالى قال لهم: مهما أوتيتم كتابا وحكمة، ثم يجيئكم به رسول مصدق لما معكم من ذلك

ظاهر الآية يدل على أن الذين أخذ الله الميثاق منهم يجب عليهم الإيمان بمحمد صلى الله عليه وسلم عند مبعثه، وكل الأنبياء عليهم الصلاة والسلام يكونون عند مبعث محمد صلى الله عليه وسلم من زمرة الأموات، والميت لا يكون مكلفاً فلما كان الذين أخذ الميثاق عليهم يجب عليهم الإيمان بمحمد عليه السلام عند مبعثه ولا يمكن إيجاب الإيمان على الأنبياء عند مبعث محمد عليه السلام، علمنا أن الذين أخذ الميثاق عليهم ليسوا هم النبيّين بل هم أمم النبيّين.....

ترجمہ: آیت کا ظاہری مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جن (نبیوں) سے اللہ تعالیٰ نے میثاق لیا تھا اُن پر واجب ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت آپؐ پر ایمان لائیں لیکن سب انبیاء آپؐ کی بعثت کے وقت تو ''زمرۃ الاموات'' یعنی وفات یافتہ گروہ میں سے ہوں گے اور وفات یافتہ لوگ ایمان لانے کے پابند نہیں ہیں..... اس سے ہمیں یہ علم ہوا کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کا میثاق لیا ہے وہ انبیاء نہیں بلکہ اُن کی اُمتیں ہیں.....

(تفسیر أبو مسلم الاصفہانی المتوفّٰی ۳۲۲ھ۔ زیر تفسیر سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۱۔ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَآ آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ.....)

# انتخاب از فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے در انکار ماندہ از الہام کرد عقل تو عقل را بدنام

اے وہ شخص جو الہام کا منکر ہے تیری سمجھ نے تو عقل و دانش کو بھی بدنام کر دیا۔

از خدا رو بخویش آوردی ایں چہ آئین و کیش آوردی

خدا کو چھوڑ کر تو نفس پرستی میں مبتلا ہو گیا۔ بھلا یہ کون سا مذہب اور طریقہ ہے۔

تا نہ کس سرز خویشتن تابد راز توحید را چہ ساں یابد

جب تک کوئی شخص تکبّر کو نہیں چھوڑتا تب تک وہ توحید کا راز کس طرح پا سکتا ہے۔

تا نہ بر فرق نفس پا بزنی کے بہ پاک و پلید فرق کنی

جب تک تو اپنے نفس کو کچل نہیں دیتا تب تک پاک اور ناپاک میں کس طرح فرق کر سکتا ہے۔

ہر کہ شد تابع کلام خدا رست از اتباع حرص و ہوا

جو شخص خدا کے کلام کا فرمانبردار ہو گیا وہ حرص و ہوا کی پیروی سے آزاد ہو گیا۔

از خود و نفس خود خلاص شدہ مہبط فیض نور خاص شدہ

اپنے آپ اور اپنے نفس سے اُس نے رہائی پائی اور نور خداوندی کے فیض کا مظہر بن گیا۔

برتر از رنگ ایں جہاں گشتہ آنچہ ناید بوہم آں گشتہ

وہ اِس دنیا کے رنگ سے اونچا ہو گیا اور ایسا بن گیا کہ اُس کا درجہ خیال میں بھی نہیں آ سکتا۔

ما اسیران نفس امارہ بے خدائیم سخت ناکارہ

ہم جو نفسِ امارہ کے قیدی ہیں خدا کے بغیر ہم بالکل ہی ناکارہ ہیں۔

تا میاں بست وحی حق بر شاد اے بسا عقد ہائے ما کہ کشاد

جب سے خدا کی وحی ہماری ہدایت کے لیے تیار ہوئی ہمارے بہت سے عقدے حل ہو گئے۔

نہ شود از تو کارِ ربانی آسیائے تہی چہ گردانی

جو خدا کا کام ہے وہ تجھ سے نہیں ہو سکتا۔ خالی چکّی تو کیا گھما رہا ہے۔

تو و علم تو ما و علم خدا فرق بیّن از کجاست تا بکجا

تو اور تیرا علم ایک طرف ہے اور خدا کا علم ایک طرف۔ اب دیکھ لے کہ دونوں میں کیا فرق ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۔ ترجمہ از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ)

# زاوية العرب

## آية القرآنية

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا O إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا

(سورة الإنسان 10-9)

## حديث شريف

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ

(صحيح البخاري, كتاب النفقات)

# من كلام الإمام المهدي، "الشرط التاسع من شروط البيعة"

"أن يظل مشغولاً في مواساة خلق الله عامةً لوجه الله تعالى خالصةً، وأن ينفعَ أبناء جنسه قدر المستطاع بكلِّ ما رزقه الله من القوى والنِّعَم.

(إعلان "تكميل التبليغ" في كانون الثاني/يناير 1889م - مجموعة الإعلانات ج1، ص190-189)

# في رحاب التفسير

من التفسير الكبير لحضرة الحاج مزرا بشير الدين محمود أحمد رضى الله عنه، الخليفة الثاني للمسيح الموعود عليه السلام)

وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ (البلد:4)

التفسير:

... والمفهوم الثالث لقوله تعالى وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ أنه إشارة إلى الرسول وأمته، حيث بين الله تعالى أن هذا الرسول وجماعته يشكّل شهادة على أن الله تعالى يكتب الازدهار للإسلام. وكأنه تعالى يقول للكافرين: كما أن خروج الرسول من هذا البلد الحرام ثم عودته إليه في شوكة وجلال سيكون شهادةً على أن ما قلنالكم حقّ تماما، كذلك يمثّل هذا الرسول وأمته في حد ذاتهم دليلا على أنه لن يستطيع أحد القضاء عليهم.

علمًا أن هناك نوعين من الشهادة في الدنيا: الداخلية والخارجية...

أما الشهادة الداخلية فهي ما يسمى بالإنجليزية (INTRINSIC VALUE)، وهو ما ورد في المثل الشهير: "الديك الفصيح من البيضة يصيح"..

أي أن القوم يكونون ضعفاء عديمي الحيلة في بادئ الأمر، ولكنهم يتحلون بكفاءات وخصال وأخلاق بحيث يعترف الناس أنه لن يقف قوم في وجه هؤلاء. وهنا أيضًا قد تحدث الله تعالى عن النبوءات المتعلقة برقي الإسلام، فقال للكفار مهما قلتم فإننا ننبئكم بهذا الأمر وسيتحقق حتمًا، وأن إبراهيم قد سبق أن تنبأ بهذا وسوف يتحقق يقينًا. كما أخبرهم إننا نقدم أمامكم هذه النبوءات التي ستتحقق في (ليال عشر) وبعدها لتكون دليلا على صدق محمد ﷺ، وليس هذا فحسب، بل نقدّم لكم شهادة داخلية أيضا على صدقه ﷺ وسداده وغلبته في نهاية المطاف، وهي أنكم ترون محمدا وأتباعه.. أفلا ترون أن صفاتهم وأخلاقهم هي صفات المنتصرين لا المغلوبين؟ فكأن قول الله تعالى وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ إشارة إلى أخلاق النبي ﷺ وجماعته حيث قدمها دليلا على صدقه ودعا الكافرين إلى المقارنة بين الفريقين من حيث الأخلاق، فقال تعالى إنكم المصداق لقولنا كَلَّا بَل لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ* وَلا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ * وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا * وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا(الفجر:21-18)، والواضح أن أصحاب مثل هذه الأخلاق والأعمال لا ينتصرون أبدا. ثم أخبرهم الله تعالى بقوله وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ أن إخلاق محمد وجماعته ليست أخلاق المغلوبين بل هي أخلاق المنتصرين. إنكم لا تكرمون اليتيم ولا تطعمون المسكين وتتلفون الأموال وتهلكون العقار وتحبون المال إلى حدّ الجشع فتبخلون ولا تنفقونها عند الضرورة الحقيقية.. أي أن بعضكم مائلون إلى البذخ والإسراف فيهلكون ثروات الآباء وعقاراتهم، وبعضكم بخلاء تكنزون أموالهم، أي أن بعضكم يهدر الأموال في غير محلها، وبعضكم لا ينفقها في محلها إنفاقا هادفا؛ وأنّى للأمة المصابة بهذه العيوب أن تنتصر؟! وعلى النقيض انظروا إلى هذا الأب الروحاني وأولاده فهم على النقيض منكم تمامًا. علمًا أن الله تعالى لم يقارن بين الفريقيْن صفة صفة، بل ذكر من محاسن المؤمنين ما يعاكس هذه العيوب الأربة للكافرين. لقد وصمهم الله تعالى بعدم الاهتمام برعاية اليتامى وإطعام المساكين، وأنهم يسرفون أو يبخلون فلا ينفقون عند الحاجة الحقيقية، فذكر إزاء عيوبهم الأربعة ما يتحلى به هذا الأب وأولاده من محاسن وأخلاق، فقال إنهم يكرمون اليتيم ويطعمون المسكين ولا يسرفون ولا يترددون عند الحاجة للإنفاق في سبيل الله تعالى.

لما نزل أول وحي على النبي ﷺ خاف أن يكون هذا اختبارا وابتلاء، فرجع إلى زوجته خديجة -رضي الله عنها- وحكى لها القصة، وقال: لقد خشيت على نفسي. فقالت بكل ثقة دونما تفكير وتردد: "كَلا وَاللهِ مَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا. إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ". (البخاري، كتاب بدء الوحي). فقولها -رضي الله عنها- يتضمن كل الأخلاق الحميدة التي كان الكافرون يفتقرون إليها، فقالت أولاً: تقري الضيف.. أي تكرم الضيف، وقد تضمن ذلك أن النبي ﷺ لا يحب المال ولا يكنزه، بل ينفقه في كل حاجة ضرورية حقيقية. ثم قالت: وتحمل الكلَّ.. أي تحمل أعباء الناس، وقد تضمن ذلك رعاية الفقراء والمساكين، لأن الذي لا يصلح لشيء يصبح كلاًّ على الآخرين بدلاً من أن ينهض بأعبائهم.

ثم الواضح أن اليتيم لا يصلح لشيء لصغر سنه والمسكين لا يصلح لشيء لافتقاره للمال، فقولها "تحمل الكلّ" تضمّنَ إكرام اليتيم وإطعام المسكين علاوة على المعاني الأخرى. وما دام النبي ﷺ ينفق على سد حاجات الآخرين، فلا يمكن أن يكون بخيلا، وهكذا تمّ نفي البخل عنه أيضا. أما قولها: "وتكسب المعدوم" فمعناه أنك تتحلى بالأخلاق التي صارت معدومة بين القوم، وهذا تأكيد على أنه لم يكن مسرفا. فشهادة خديجة - رضي الله عنها - دليل قطعي على أن النبي ﷺ كان متحليا بالصفات والكفاءات التي لا بد منها لمن يريد التقدم والانتصار.

ثم ذكر الله الولد بعد الوالد، وعندما ننظر إلى أخلاق هؤلاء الأولاد، فنصاب بالذهول. فبعد الإيمان بالرسول ﷺ قد أكد هؤلاء بعَملهم أنهم يتحلّوْن في أروع شكل بخُلق رعاية اليتامى وإطعام المساكين والإنفاق على الحاجات الدينية والتخلي عن الوطن تماما، ومن الدليل الخالد على ذلك أنهم ضحّوا بأوطانهم وقاطعوا أقاربهم وخاضوا غمار الموت بكل أنواعه فرحين مسرورين.

باختصار، قد قدم الله تعالى هنا شهادة الوالد وولده كليهما، وتحدى الكافرين قائلا: كيف تظنون أن أصحاب هذه الأخلاق والكفاءات لن ينتصروا؟ بالنسبة إلى النبوءات بوسعكم أن تقولوا إنها تتعلق بالمستقبل وسنرى عندما تتحقق، ولكن كيف تنكرون هذا الدليل الماثل أمام أعينكم، إذ تعرف أخلاق المسلمين وأخلاقكم جيدًا. وأي شك أن أخلاقكم تؤكد أنكم المهزومون وأن أخلاق محمد وجماعته تؤكد أنهم المنتصرون...

## مقتبس من خطبة الجمعة
## "قصص مؤثرة عن التضحيات المالية"

"يقول أمير الجماعة في كندا:

* إن أحد الأحمديين تعرَّض لخسارة ربع مليون دولار تقريبا، فقيل له أن يدفع التبرعات الإلزامية بانتظام وبذلك ستحدث البركة في ماله، (وليتضح أن التبرع العام وغيره أيضا ضروري)، فبدأ بدفع التبرعات الإلزامية بانتظام، ثم قال إنه قبل فترة قرأ قول المصلح الموعود رضى الله تعالىٰ عنه (إنه ينبغي دفع تبرعات التحريك الجديد في الأشهر الأولى من العام، فبدأتُ أدفع التبرعات استجابة لهذا التوجيه في بداية السنة، وأدفع التبرعات من ثلاث سنوات ماضية في مستهل السنة، فأنزل الله عليَّ فضله بحيث لم أتمكن من تسديد جميع القروض فحسب بل قد حصلت السعة في مالي أيضا، فلا شك أن الله يُنزل فضله حتمًا إثر الإنفاق في سبيله".

(مقتبس من خطبة الجمعة التي ألقاها أمير المؤمنين سيدنا مرزا مسرور أحمد أيده الله تعالى بنصره العزيز، بتاريخ 6/11/2015م)

# من كمال القرآن، جوامع الكلم

(معتز القزق، أستاذ الجامعة الأحمدية -كندا)

أيّد الله تعالىٰ سيدنا محمد ﷺ بكتاب جامع كامل، وهذا ما لم يتحقق في الأنبياء من قبله عليهم السلام. وقد جاء في الحديث، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ"(صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير). وفي رواية أخرى "قَالَ أَبُو عَبْد اللّٰهِ: وَبَلَغَنِي أَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ أَنَّ اللّٰه يَجْمَعُ الْأُمُورَ الْكَثِيرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْأَمْرَيْنِ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ"(صحيح البخاري، كتاب التعبير)

فمن الأمور التي يتميز بها القرآن الكريم عن غيره من الكتب إضافة لوعد الله تعالىٰ بحفظه، أنه يحتوي المواضيع كلها، لذا قد أنزل الله تعالىٰ القرآن بعبارات موجزة واسعة المعاني، ولولا ذلك لتجاوز هذا الكتاب آلاف المجلدات.

وإن كون كلمةٍ أو آيةٍ عديدةَ المعاني لا يؤدي إلى الإبهام، بل هو دليل على كمال القرآن، حيث تحتوي الجملة الموجزة على مفاهيم واسعة.

مثال قرآني للتوضيح:

يقول تعالى: وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا (الانسان:9)

إن إيراد ضمير الغائب في كلمة حُبِّه وسّع الموضوع بطريقة رائعة، بحيث لو أردنا بيان معناها وتفصيله وفلسفته للزم لذلك كتابا.

هذه الآية تبين موضوعا فلسفيا عميقا حول الإنفاق وعلاقة المنفق مع الله ولأي سبب يندفع المنفق ليبذل ما يملك من إمكانيات وطاقات خدمة للمجتمع. وتوضيحا لذلك:

### 1. إرجاع الضمير إلى كلمة "الله":

لو نظرنا إلى الآيات التي تسبق هذه الآية لوجدنا أنها تتحدث عن الله تعالى، لذا فيكون من معاني قوله تعالى وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا.. أنهم بسبب حُبّهم الله تعالى يطعمون الطعام ذوي الحاجة.

### 2. إرجاع الضمير إلى كلمة "الطعام":

فيكون المراد من الآية: أنهم يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ رغم حُبِّهم

له..أي أنهم رغم كونهم جياعًا ويحتاجون الطعام يؤْثرون الآخرين على أنفسهم، فيطعمونهم ويظلّون هم أنفسهم يعانون من الجوع.

3ـ إرجاع الضمير إلى عمل الإطعام:

يصبح المعنى: أنهم يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِم إطعامَ الطعام..أي أنهم يقومون بهذا العمل حباله.

فمن خلال ضمير واحد أشار الله تعالى إلى المدارج الأخلاقية العالية التي يتحلى بها المؤمن المنفق في سبيل الله تعالى.

والجدير بالذكر أن الفلاسفة أثاروا نقاشات طويلة حول هذه المدارج، وطرحوا سؤالا هاما في هذا الصدد: ما هو الخير؟ ولماذا نقوم به؟

فأجاب بعضهم قائلا: إن الخير هو ما يفعله المرء من أجل الخير فقط، دون أن يبتغي به منفعة. وقال آخرون: الخير هو ما يكون وراءه هدف سامٍ. وقال غيرهم: الخير ما تفعله لراحة الآخرين متكبدا العناء.

كل هذه النِّكات الفلسفية الثلاث التي أثاروها في العصر الحديث كان قد أجاب عنها القرآن بكلمات موجزة بليغة، بقوله تعالى: وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ، فالقرآن الكريم يسلّم أن على المرء أن يعمل الخير مؤثرا راحة الآخرين على راحته، ويسلّم أيضًا أن الخير ما يتم لأجل الخير فقط لا لمنفعة ذاتية، فقال إن عباد الله المؤمنين يعملون الخير لمجرد حبهم له. ويُسلّم أيضًا بأن الخير هو ما يتم لهدف سامٍ، فقال إنهم لا يطعمون الطعام لمنفعة مادية، إنما لهدفٍ سامٍ وهو الفوز برضا الله تعالى.

لقد اختلف الفلاسفة في ترتيب هذه النقاط الثلاث من حيث الأولوية، أما القرآن الكريم فقد قدّم هذا التعليم السامي الذي يحتوي على هذه الفلسفة كلها بمجرد استعمال ضمير الغائب في قوله تعالى حُبِّه.

فلو جاءنا فيلسوف وقال إنني أرى أن الخير ما يتم من أجل الخير فقط، قلنا له: نعم، هذا صحيح، وهذا ما يعلّمه القرآن، وسوف نضع أمامه هذه الآية. ولو جاءنا فيلسوف آخر وقال إني أرى أن الخير أن يعمل المرء لراحة الآخرين متكبدا العناء، قلنا له: نعم، وهذا ما يعلّمنا القرآن، وسنضع أمامه هذه الآية. ولو جاءنا فيلسوف آخر وقال إني أرى أن الخير هو ما يتم لهدف سامٍ، قلنا له: نعم، وهذا ما يعلّمنا القرآن، وسنضع أمامه هذه الآية.

ولو استخدم الله تعالىٰ كلمة "الطعام" أو "لفظ الجلالة" أو لفظ "الإطعام" بدلاً من ضمير الغائب، لأدت معنى واحدًا فقط دون المعاني الأخرى.

فما أعظم القرآن الذي نزل على خير المرسلين سيدنا محمد ﷺ!

## معلومات دينية

س: متى وأين وُلد سيدنا رسول الله ﷺ؟

ج: في عام 571م، في مكة المكرمة.

س: بمَ كان يكنى ويلقب؟

ج: كان يكنى بأبي القاسم ويلقب بـ "الصادق الأمين"، ومن الجدير بالذكر أنه قد نهى عن أن يكنى بكنيته، ولا بأس في التسمية باسمه.

س: ما اسم مرضعته؟

ج: السيدة حليمة السعدية رضي الله عنها.